افسانہ

# برفانی آگ

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

"یہ میرے مشن کا آخری مرحلہ ہوگا! آج یہ آخری انٹرویو کر کے جب رات کو واپس کمرے میں آؤں گا تو اپنی کتاب ": کشمیر: ایشیا کا ایٹمی فلیش پوائنٹ " کا آخری باب مکمل کراوں گا! (ھاشو کشمیری) کے اس انٹرویو سے کشمیری مجاہدین کی وہ تصویر مکمل ہو جائے گی جو میں دنیا کے باضمیر، منصف مزاج اور بیدار مغز انسان کو دکھانا چاہتا ہوں! اف کتنا مشکل مشن تھا! کتنے نازک اور خطرناک مراحل سے مجھے گزرنا پڑا ہے!" ان خیالات میں گم اور کئی نئے سوالات میں الجھے ہوئے برطانوی صحافی مسٹر پیٹر جوزف نے سوچا، جبکہ وہ اسلام آباد کے ایک پنج ستاری ہوٹل سے باہر آ رہا تھا، وہ استقبالیہ پر چابی سونپ کر جلدی جلدی باہر نکلا اور سامنے کھڑی ہوئی ٹیکسی کو چلنے کا اشارہ کیا، ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسے ایڈریس والی چٹ پکڑا دی اور وہ اپنی نئی ٹیوٹا ٹیکسی کو تیزی سے سڑک پر لے آیا۔ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی اس کی منزلِ مقصود تھی۔

ٹیکسی اسلام آباد کی کھلی دو رویہ سڑکوں پر تیزی سے دوڑ رہی تھی، سردیوں کا سورج اپنی آخری کرنوں سے اسلام آباد کے سرسبز و سحر انگیز مناظر کو الوداعی سلام کر چکا تھا۔ شہر کے سرسبز گوشوں پر تاریکی حملہ آور ہوتی دکھائی دیتی تھی، یکا یک برقی رو نے اندھیروں کو بھگا دیا۔ اپنے خیالات و سوالات میں گم انگریز صحافی مناظر کی اس تبدیلی سے چونک پڑا! ''پاکستان کے سرسبز دارالحکومت پر تاریکی کا حملہ ناکام ہو گیا! حیرت ہے! اسلام کے نام پر آباد ہونے والا یہ جدید ترین شہر دن کو سرسبز و شاداب اور رات کو دامنِ کوہ میں بجلی کے قمقموں سے سجا ہوا بقعہ نور بنا رہتا ہے!''

تیز رفتار ٹیکسی نے اسے چند منٹ میں منزلِ مقصود پر پہنچا دیا، پیٹر جوزف ایک خوشنما مکان کے گیٹ پر ٹیکسی سے اترا تو ایک عمر رسیدہ، خوش پوش اور لاٹھی کے سہارے چلتے ہوئے بزرگ نے اسے خوش آمدید کہا اور

اپنا تعارف کراتے ہوئے گویاں ہوا: "ہاشو کشمیری میرا مطلب ہے: کشمیری مجاہدین کا ایک کمانڈر محمد ہاشم خواجہ!! پھر وہ دونوں لان میں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو انگریز صحافی نے اپنا ٹیپ ریکارڈر سیٹ کرتے ہوئے کہا: "مسٹر خواجہ! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنا یہ قیمتی وقت میرے لئے مختص فرمایا اور یوں میں آپ کا تعارف اور انٹرویو ریکارڈ کرنے کے قابل ہوا جو میرے لئے ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوگا:"

"پیٹر صاحب! شکر گزار تو مجھے ہونا چاہیئے کہ آپ ہمارے قضیہ کشمیر کو اجاگر کرنے کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہیں! ہاں تو یہاں کے لوگ مجھے ہاشو کشمیری کے نام سے جانتے ہیں مگر پورا نام خواجہ محمد ہاشم کشمیری ہے، میں سری نگر سے ہوں، میری اصل کہانی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا، میں چودہ پندرہ سال کا تھا اور اس روز کسی کام سے اپنے ماموں کے ہمراہ گرداس پور میں تھا، شہر کے مسلمانوں کو یقین تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہیں، اس لئے آل انڈیا ریڈیو سے قائد اعظم کی آواز میں "پاکستان پائندہ باد" کے الفاظ سن کر وہ سب خوشی سے جھوم اٹھے تھے مگر ہمیں جموں جا کر معلوم ہوا کہ رات گرداس پور کے مسلمانوں پر ہندوؤں اور سکھوں نے ظلم و بربریت کی حد کر دی ہے! ایک بد دیانت انگریز وکیل کے قلم کی ایک لکیر سے گرداس پور کے مسلمانوں کی خوشیاں غم کے اندھیروں میں کھو گئیں! قتل عام کی خبروں نے لوگوں پر لرزہ طاری کر دیا تھا مگر ہمیں کیا خبر تھی کہ جو قیامت گرداس پور کے مسلمانوں پر ٹوٹی ہے وہی جموں کے مسلمانوں پر بھی ٹوٹنے والی ہے! مجھے ڈوگرا فوج کے وہ مظالم یاد آنے لگے جو وہ بے بس کشمیری مسلمانوں پر توڑتے رہتے تھے! میں اپنے بزرگوں سے اس قتل عام کی خبریں بھی سنا کرتا تھا جو سری نگر جیل کے سامنے ڈوگرا سپاہیوں کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا! میرے ایک چچا کو ڈوگرا سپاہی نے صرف اس لئے گولی سے اڑا دیا تھا کہ اس نے حسب وعدہ ڈوگرا حکومت کا مالیہ ادا نہیں کیا تھا! مجھے ڈر تھا کہ بھارت کے شہروں میں مسلمانوں کے قتل عام کی خبریں جب کشمیر میں پہنچیں گی تو ڈوگرا فوج شیر ہو جائے گی اور ظلم و بربریت کا نیا بازار گرم ہو جائے گا چنانچہ اس ڈر کے مارے میں نے اپنے ماموں کو راولپنڈی میں ہماری خالہ کے ہاں چلنے کے لئے آمادہ کر لیا تھا لیکن اگلی صبح جموں کے مسلمانوں پر قیامت بن کر طلوع ہوئی! حفاظت کے ساتھ پاکستان پہنچانے کے بہانے جموں کے مسلمان اپنا سب کچھ چھوڑ کر ڈوگرا سپاہیوں کے سایہ میں گھروں سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ ہندو اور سکھ بلوائیوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا، میرے ماموں کو ظالموں نے میرے سامنے ذبح کر دیا ان کے خون سے میں بھی خونا خون ہو کر گر پڑا تھا اس لئے مردہ سمجھ کر مجھے چھوڑ دیا گیا تھا، ماموں کی آخری وصیت کے مطابق میں سری نگر

اپنے گھر جانے کے بجائے اپنی خالہ کے گھر پہنچ گیا جو راولپنڈی میں بیاہی گئی تھیں۔

"میں نے پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان دے رکھا تھا، کامیابی کے بعد مجھے کام بھی مل گیا اور خالہ کی بیٹی سے میری شادی بھی ہوگئی! بچپن کے خوفناک ماحول نے مجھے ڈرپوک اور بزدل بنا دیا تھا! چنانچہ سب سے ڈرنا، سب کی ماننا اور سب کچھ سن کر برداشت کر لینا میری عادت سی بن گئی تھی! سب مجھے لمبو پہاڑیا کہتے تھے اور جن بچوں کو میرے جموں سے بھاگنے کی کہانی معلوم تھی وہ میرا مذاق بھی اڑاتے تھے!"

" آپ پاکستانی مقبوضہ کشمیر آتے جاتے رہتے ہیں؟" برطانوی صحافی نے ہاشو کشمیری سے چبھتا ہوا سوال کر دیا" دیکھئے ''مسٹر پیٹر! ہم کشمیریوں کی ڈکشنری میں صرف ایک ہی مقبوضہ کشمیر ہے اور دوسرا آزاد کشمیر، پاکستانی مقبوضہ کشمیر کہیں نہیں پایا جاتا! یہ آپ کے مغربی پریس اور اہل دانش کی اپنی دیانت و امانت کی بات ہے کہ وہ ہندو بھارت کو خوش کرنے کے لئے آزاد کشمیر کو بھی پاکستانی مقبوضہ کشمیر لکھتے بولتے ہیں، بھارت کا ہندو ان کی آنکھ کا تارا اور پیارا تھا اور آج بھی ہے! آپ جانتے ہیں بھارتی مقبوضہ کشمیر پر ہندو نے دھوکے سے غاصبانہ قبضہ کیا، گورنر نئی دلی سے مقرر ہوتا ہے، فیک اسمبلی بنتی ہے، کٹھپتلی وزیر اعلیٰ بنتا ہے جبکہ آزاد کشمیر کو ہم نے آزاد کرایا، درجنوں آزادانہ انتخابات کے نتیجے میں خود مختار اسمبلی بنتی ہے۔ صدر اور وزیر اعظم کا انتخاب ہوتا ہے، ان انتخابات کو آپ کے ذرائع ابلاغ نے بارہا مانیٹر کیا ہے جبکہ بھارتی مقبوضہ کشمیر میں تو غیر ملکی صحافیوں کا داخلہ بھی بند ہے مگر پھر بھی آپ دونوں حصوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں!"

"یہ غیر جانبداری اور توازن کا تقاضا ہے!؟"

"نہیں مسٹر پیٹر! یہ جانبداری ہے! یہ ہندو کو خوش کرنے اور حقیقت کو چھپانے کے لئے ہے! حق تو یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت کرنسی، دفاع اور خارجہ تعلقات کے سوا ہر بات میں آزاد ہے بلکہ آزاد کشمیر کی تو اپنی فوج بھی ہے! جبکہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کی تو پولیس بھی اپنی نہیں مگر آپ دونوں کو برابر ظاہر کرتے ہیں! یہ بھارت کی طرف داری ہے! دراصل مغرب کے سیاستدانوں کا دوغلا پن اور منافقت اب عیاں ہو چکی ہے! دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف مغرب کے سیاستدانوں نے معاندانہ رویہ اپنا رکھا ہے مسلمانوں کے مسائل سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے! حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی بھی ہر قرارداد جو مسلمانوں کے حق میں ہوتی ہے اس پر عمل نہیں ہوتا، کشمیر اور فلسطین شہادت کے لئے کافی ہیں! مگر جو قرارداد مسلمانوں کے خلاف ہوتی ہے اس کی خلاف ورزی

"جرم" ہے یقین نہ آئے تو مشرقی تیمور اور عراق دو واضح مثالیں ہیں! مشرقی تیمور چونکہ مسلم انڈونیشیا کی سر زمین تھی اس لئے اسے اقوام متحدہ نے فوراً کاٹ کر الگ کر دیا، عراق چونکہ مسلم ملک ہے اس لئے اس پر ہر قرارداد لاگو کرنا لازم ہے مگر اسی اقوام متحدہ کے اداروں کی قراردادوں کو اسرائیل کے یہودی اور بھارت کے ہندو اپنے پاؤں میں مسل رہے ہیں مگر یہ "جرم" نہیں! یورپ اور امریکہ کے حکمران سب اسرائیلی صہیونیوں اور بھارتی ہندوؤں کو اپنی آنکھ کے تارے، تصور کرتے ہیں!! یاد رکھو مسٹر پیٹر جوزف! عالمی انسانی ضمیر سے یہ حقیقت اب پوشیدہ نہیں رہے گی! انسانیت کا ضمیر اب بیدار ہو چکا ہے اور قدرت کا بھی ایک قانون عدل موجود ہے! مسلمانوں سے یہ بے انصافی اور امتیازی سلوک اب نہیں چلے گا! خود مغرب اور امریکہ کا باضمیر انسان اب اسلام کو سمجھنے لگا ہے یہ دوغلی پالیسی اور منافقت اب نہیں چلے گی!! "

"خواجہ محمد ہاشم! میں معذرت خواہ ہوں میرا مقصد آپ کے جذبات کو مجروح کرنا نہیں تھا، میں تو صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ آپ کا تعلق ابھی تک کشمیر سے ہے یا آپ پاکستانی شہریت اختیار کر چکے ہیں!؟"

" کشمیری کشمیر کا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو، بالکل جیسے کشمیر صرف کشمیریوں کا ہے خواہ کوئی کتنے بھی اٹوٹ انگ کے جھوٹے دعوے کرلے اور جو چاہے جتن کرلے! میں کشمیری ہوں یا پاکستانی ہوں بات ایک ہی ہے! پاکستان سے رشتہ کیا؟! لا الـہ الا اللہ! ہر کشمیری مسلمان کے دل کی آواز ہے میں گزشتہ نصف صدی سے یہاں ہوں، یہ میرا ذاتی مکان ہے، راولپنڈی کے پررونق بازار میں میرا بہت بڑا کاروبار ہے ویسے میرا ایک ذاتی مکان مظفرآباد میں بھی ہے جہاں میری بیوہ بہو اپنے داماد اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ رہتی ہے! میرے دونوں بیٹے آزادیٔ کشمیر کے لئے جانیں قربان کر چکے ہیں، میری دونوں ٹانگیں بھی جہاد کشمیر کی نذر ہو چکی ہیں! میرے دونو عمر پوتے بھی اس وقت مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے سات لاکھ بھارتی فوج سے برسرپیکار ہیں اور چھوٹا پوتا بھی اپنے بھائیوں سے جاملنے کے لئے بیقرار ہے!!"

"واہ! حیرت انگیز بات ہے مسٹر خواجہ! بلکہ ناقابل یقین! اگر کشمیریوں کا جذبہ آزادی اس قدر ہے تو کشمیر کو اب آزاد ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا! میں آپ کے گھرانہ کی جنگ آزادی میں شرکت کی مکمل داستان سننا اور دنیا کو یہ مژدہ سنانا چاہتا ہوں کہ اب کشمیریوں کی آزادی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی!...؟"

"جناب پیٹر صاحب! شکریہ آپ کا اگر آپ جیسے منصف مزاج صحافی مغرب کو میسر آ جائیں تو بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور بیشمار خرابیاں ختم ہو جائیں! میں آپ کو اپنی مکمل داستان جہاد سناؤں گا مگر اس سے پہلے چند باتیں آپ کے توسط سے بیدار ضمیر کی مالک منصف مزاج دنیا کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھتا ہوں.....!"

"ہاں! مسٹر خواجہ! ضرور کہیئے میں آپ کی باتیں تمام دنیا تک ضرور پہنچاؤں گا!"

" کشمیر کا مسئلہ ہندوستان کے آخری انگریز وائسرائے اور کانگرس کی ہندو قیادت کی بد نیتی کی پیداوار ہے! یہ ہندو کے خبث باطن، دھوکے اور غاصبانہ روش کا نتیجہ ہے! اگر نہرو انسان دوست اور آزادی پسند ہوتا تو وہ کشمیریوں کی حق تلفی کو روا نہ رکھتا! وہ ایک کشمیری پنڈت تھا اور جانتا تھا کہ کشمیری صدیوں کی غلامی سے نجات پانے اور آزادی کی فضا میں سانس لینے کو ترس رہے ہیں اس نے اپنا بھارت تو آزاد کرا لیا اور پاکستان بھی آزاد ہو گیا مگر وہی نہرو برصغیر کی آزادی کے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق آزادی دینے کے بجائے کشمیریوں کی آزادی کی راہ میں سب سے پہلی اور سب سے بڑی رکاوٹ بن گیا! یہ اس کی بداندیشی اور پست ذہنیت تھی جس نے کشمیریوں کو نئی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا! انگریز نے کشمیر کو کشمیریوں سمیت چند ٹکوں کے عوض ہندو ڈوگرا کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، کشمیر کی غلامی کا یہ دور تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے ڈوگرا مظالم ناقابل بیان ہیں! جب کوئی چراگاہ بکتی ہے تو اس سودے میں وہاں کے جانور شامل نہیں ہوتے مگر کشمیر ایسی چراگاہ تھی جس کے نباتات وحیوانات کے ساتھ وہاں کے انسان بھی فروخت کر دیئے گئے تھے، شاعر مشرق علامہ اقبال کو بھی کہنا پڑا تھا کہ " قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند!" مگر ہم پر سب سے بڑا اور آخری ظلم جواہر لال نہرو نے کیا، تاریخ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی! مگر یہ سب کچھ ہمارے ساتھ اس لئے ہوا کہ ہمارے بڑوں نے شاہ ہمدان جیسے بزرگان اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیا اور خواب غفلت میں کھو گئے! بڑوں نے ہمیں بزدلی سکھائی! انہوں نے ہمیں مرنا نہیں سکھایا تھا مگر اب ہمیں مرنا آ گیا ہے اس لئے زندہ ہو گئے ہیں اب ہم بیدار ہو چکے ہیں اب ہم ہندو کے غلام نہیں رہیں گے! ہم نے غلامی کی زنجیریں کاٹ ڈالی ہیں!! آپ نے ہمارے شاعر انقلاب ابوالقاسم شابی کی بات تو سنی ہوگی جو کہتا ہے کہ: جب کوئی قوم آزاد زندہ رہنے کا عزم لیکر اٹھ کھڑی ہوتی ہے تو پھر تقدیر کو بھی اس کے عزم کے سامنے جھکنا پڑتا ہے!!"

"مسٹر خواجہ! میں ذاتی طور پر ایک آزادی پسند انسان ہوں اس لئے آزادی پسندوں کا مداح بھی ہوں! مجھے آپ کی آزادی سے دلچسپی ہے! آپ آزاد ہو کر رہیں گے مگر میرے لئے یہ بات ایک معما ہے کہ جو ہاشم کشمیری بزدلی کے باعث سری نگر میں اپنے گھر والوں کے پاس جانے کے بجائے راولپنڈی بھاگ آیا وہ ایک مجاہد آزادی بلکہ مجاہدین آزادی کا کمانڈر، باپ اور دادا کیسے بن گیا!!"

"مسٹر پیٹر! بزدلی جب حد سے بڑھ جائے تو بہادری کا رنگ اختیار کر لیتی ہے! جس طرح تپش حد سے بڑھ جائے تو ٹھنڈک اور ٹھنڈک حد سے بڑھ جائے تو تپش میں تبدیل ہو جاتی ہے! "

"لیکن مسٹر خواجہ! مجھے آپ کے بزدل سے بہادر بننے اور پھر مجاہد آزادی بننے کے حقیقی واقعات سے غرض ہے!!"

"یہ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد کا ذکر ہے! اسلامی تاریخ کے اس المیہ کے بعد جنونی ہندوؤں میں یہ اعتماد پیدا ہو چکا تھا کہ اکھنڈ بھارت اور رام راج کی منزل اب دور نہیں، برصغیر کی مسلم قوت اب تین ٹکڑوں میں منقسم و منتشر ہو کر بہت کمزور دکھائی دینے لگی تھی جو پہلے صرف پاکستان (مشرقی و مغربی) اور بھارت میں تقسیم تھی مگر اب پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد اس مسلم قوت کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے! ہندو اب بنگلہ دیش کو تقریباً فراموش کر کے دو محاذوں پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔ ایک طرف پاکستان کو درست کرنا اور دوسری جانب بھارت کی بے بس و مظلوم مسلم اقلیت کو آہستہ آہستہ نابود کرنا، کشمیریوں پر مظالم اسی منصوبے کا حصہ ہیں! اسی ضمن میں ایک ہندو ڈوگرا افسر نے ہمارے خاندان پر ضرب کاری لگائی، اس خاندان کی ہمارے گھرانے سے پرانی دشمنی تھی، یہ اس وقت کی بات ہے جب ڈوگرا سپاہی مسلمانوں کو مکھی اور مچھر سے بھی حقیر جانتے تھے، مسلمان مرد تو ان کی مشقِ ستم کے لئے خام مال تھے اور ان کی عورتیں سامان تفریح! ظالم ڈوگرے مسلمان مردوں کو شوقیہ تہ تیغ کر دیتے یا حصول تجربہ کے طور پر ان پر اپنی تلواریں آزماتے تھے پھر ان کی عورتوں کے ساتھ ناقابل بیان سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ سقوط ڈھاکہ کے المیہ کے بعد ہمارے دشمن افسر نے میرے گھرانے کے ساتھ یہی سلوک کیا! میرے والد اور بھائی پر دشمن سے ساز باز کا الزام لگا کر گولی سے اڑا دیا گیا اور پھر میری جوان بہن اور ماں کے ساتھ جو ظلم روا رکھا گیا اس کی ایک جھلک میری والدہ کے زبانی پیغام اور چھوٹے چچا کے خط سے معلوم ہوئی! ان مظالم کی بھنک میرے بڑے بیٹے کے کان میں بھی پڑ گئی اور وہ اس کا انتقام لینے کے

لئے بیقرار ہو گیا تھا مگر وہ سری نگر سے ناواقف تھا اس صورت احوال نے میری غیرت کو جھنجھوڑا، مجھے ڈر تھا کہ میرا بیٹا چپکے سے نکل جائے گا اس لئے میں نے سری نگر جانے کا فیصلہ کر لیا اور بیٹے سے کہا کہ اگر تین ماہ تک میں واپس نہ آ سکا تو جو مرضی ہے کرنا!"

"میں نے چھپتے چھپاتے کنٹرول لائن عبور کی تو ایک مسلح ہندو سپاہی گشت کرتا نظر آیا اس نے مجھے دیکھ کر پاس بلایا اور پوچھا: "او مسلے! یہاں سرحد پر کیا لیتا ہے؟ پاکستان بھاگنے کی فکر میں ہے یا آزاد کشمیر سے آیا ہے؟! یہ کہہ کر اس نے پوچھ گچھ کے لئے چوکی پر لے جانے کی کوشش کی وہ پست قد، کمزور اور گندی یونیفارم میں مجھے آسان شکار دکھائی دیا! میں تو نکلا ہی مرنے مارنے کے عزم سے تھا اس لئے میں نے رائفل چھین کر اسے دھکا دے دیا اور اٹھنے سے پہلے ہی بٹ مار کر اس کا بھیجا نکال دیا، تھوڑا سا آگے گیا تو چوکی پر ایک سکھ سپاہی نظر آیا، میں نے حوصلہ کرتے ہوئے اسے "ست سری کال" کہا تو وہ بہت خوش ہوا، اگلے لمحے کہنے لگا: "اوئے تو ہاشو تمیں!" اب میں نے بھی آواز سے اسے پہچان کر "اوکرتاریا" کہتے ہوئے گلے لگا لیا، وہ میرا میٹرک کا کلاس فیلو کرتار سنگھ تھا! اسے میرے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ اس نے مجھے چہرے سے اور میں نے اسے آواز سے پہچان لیا تھا، ہم پورے تیس سال بعد ملے تھے، وہ مجھے رات بھر رکنے کے لئے اصرار کر رہا تھا اور میں جان چھڑا کر جلد سری نگر پہنچنے کی فکر میں تھا! پھر اپنی شریرانہ نگاہوں سے وہ مجھے مشکوک لگا پھر ایک انسان کے قتل نے میرا حوصلہ بھی بلند کر دیا تھا، چنانچہ جونہی وہ چولہے میں پھونک مارنے لگا میں نے اس کے سر میں رائفل کا بٹ دے مارا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا! اپنی ضرورت کے لئے میں نے چوکی سے اسلحہ بھی اٹھا لیا اور پھر اپنی منزل کے لئے روانہ ہو گیا!! میں نے مناسب یہی سمجھا کہ سری نگر میں داخلہ رات کو ہو چنانچہ میں اپنے گھر کے بجائے چھوٹے چچا کے گھر گیا اور اسے اپنے ارادے اور پروگرام سے آگاہ کیا، اس نے میری آمد کو اپنی بیوی سے بھی مخفی رکھا تھا!!"

"پولیس افسر جھنڈو رام ڈوگرا اور اس کے خاندان کو اپنے یوم حساب کے متعلق کوئی اندازہ نہ تھا، وہ سب بے خوف اور مطمئن تھے، وہ میرے انتقام کی سوچ بھی نہیں سکتے تھے، میں نے چچا کے مشورے سے منصوبہ بندی کی اور جھنڈو رام کے تینوں جوان بیٹوں کو ایک ایک کر کے ٹھکانے لگا چکا تو آخری حساب چکانے کے لئے اس کے گھر پہنچ گیا، میں نے خود کو اس کے بڑے بیٹے کا کلاس میٹ ظاہر کیا اور اظہار افسوس کے بہانے بڑے اعتماد کے ساتھ جھنڈو رام کے خاص کمرے میں اسے لے گیا، اسے کچھ علم نہ تھا کہ اس کے نوجوان بیٹوں

کو کیوں اور کس نے ٹھکانے لگایا تھا۔ کمرے کو میں نے اندر سے بند کیا اور اسے دبوچ کر اس کا منہ بند کر دیا، پھر موزر سے اس کا کام تمام کرنے سے پہلے اسے "فرد جرم" سنائی تو وہ ہکا بکا رہ گیا پھر اپنی بیٹیوں کی عزت اور جان بخشی کے اشارے کرنے لگا! میں نے اسے اپنی ماں اور بہن کی بے حرمتی کی یاد دلائی اور ساتھ ہی اسے تسلی دی کہ میں اس کی عزت پر دست درازی نہیں کروں گا بلکہ انہیں اپنے باپ اور بھائیوں کا ماتم کرنے کے لئے زندہ چھوڑ دوں گا!، میں جب فارغ ہو کر دوسرے دروازے سے نکلنے لگا تو زنان خانہ کو بھی کنڈا لگا دیا، لڑکیاں اپنے باپ اور "مہمان" کو چیخ چیخ کر اندر سے پکار رہی تھیں!

"مسٹر خواجہ! مجھے قتل و غارت گری سے سخت نفرت ہے مگر ایسے کو تیسا تو قدرت کا قانون انصاف ہے! عورت پر ہاتھ نہ اٹھا کر آپ نے اچھی مثال قائم کی! لیکن بتایئے کہ آپ کی واپسی کیسے ہوئی؟!"

"میں نے اپنا مشن مکمل کر کے چین کا سانس لیا! پھر چچا کے پاس آخری سلام کے لئے گیا اور انہیں بتایا کہ اب میں کشمیری نوجوانوں کے اس گروہ کے ساتھ وقت گزاروں گا جو آزادی کشمیر کی تحریک کو کوئی نیا رنگ دینے کی سوچ رہے ہیں، ان میں سے دو ساتھیوں کے ہمراہ جموں و کشمیر کے تمام علاقوں کی سیر کی، ان کی تجویز پر ہم تینوں دلی اور آگرہ بھی گئے پیچھے چونکہ میرا انتظار ہو رہا تھا اس لئے جلد واپس آنے کا فیصلہ کیا، میرے بیٹے کو گلہ تھا کہ یہ فریضہ میں نے اسے کیوں نہ سونپا مگر میں نے اسے کسی اور اچھے موقع کے لئے تیار رہنے کی نصیحت کی جو ہمیں جہاد افغانستان کی شکل میں میسر آنے والا تھا!"

"تو آپ جہاد افغانستان میں بھی شریک رہے ہیں مسٹر خواجہ؟!"

"جی ہاں! یہ سعادت میں نے اپنے تینوں بیٹوں کے ہمراہ حاصل کی تھی، آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے سینکڑوں جوان اس نیک کام میں شریک رہے ہیں! افغان جہاد میں تو آپ کے مغرب اور امریکہ کو بھی بڑی دلچسپی تھی نا! اسی لئے وہ ہمیں مجاہدین کہتے تھے مگر اب بنیاد پرست پھر دہشت گرد بنا دئے گئے ہیں!!"؟؟

"ہاں! لیکن گورباچوف نے یہ کام اور بھی آسان بنا دیا تھا!"

"نہیں مسٹر پیٹر! آپ لوگ افغان جہاد کی تحقیر کرتے ہیں! دراصل آپ کی مغربی دنیا اسلامی جہاد سے خائف ہے اور اس کی کوشش ہے کہ اس کی اہمیت، شوق اور کامیابی پر پردہ پڑا رہے!"

"تو کیا آپ نے افغان جہاد میں عملی حصہ بھی لیا؟!"

"ہاں مسٹر پیٹر! میں دو بار زخمی بھی ہوا! روسی فوج کے گن شپ ہیلی کاپٹر ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ تھے مگر جس دن امریکہ کے سٹنگر میزائل ہمارے ہاتھ آ گئے وہ روسیوں کی شکست کا پہلا دن تھا! مؤثر اسلحہ کے ساتھ جب مسلمان مجاہد کی قوت ایمانی شامل ہو جائے تو کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی! پھر انجام وہی ہوتا ہے جو افغانستان میں روس کا ہوا!!"

"مسٹر خواجہ! افغانستان میں لڑنے والے مختلف النسل مجاہدین کدھر کدھر گئے؟!"

"دیکھئے مسٹر پیٹر! افغانستان میں شریک جہاد سب لوگ اول و آخر مسلمان تھے اور مسلمان نسل پرستی اور علاقیت کا قائل نہیں ہوتا! جس طرح مغربی سامراجیوں نے عراق کو ایران سے لڑانے کے لئے اسلحہ کے ڈھیر لگائے تھے جو آج تک ان کے لئے مسئلہ بنے ہوئے ہیں اسی طرح افغانستان میں لڑنے والے تربیت یافتہ تجربہ کار اور مغرب کے دیئے ہوئے اسلحے سے لیس مجاہدین بھی مغرب کے لئے ایک مسئلہ بن گئے تھے، یہودیوں کو ڈر تھا کہ وہ سب کے سب اسرائیل پر نہ ٹوٹ پڑیں، بھارت کا ہندو پریشان تھا کہ وہ کشمیر میں نہ آ جائیں اور نیٹو والے انہیں بوسنیا اور کوسوفا سے دور رکھنا چاہتے تھے، اس لئے صہونیت زدہ عالمی ذرائع ابلاغ کی زبان میں یہ سب راتوں رات مسلم مجاہدین کے بجائے بنیاد پرست اور بالآخر دہشت گرد قرار پا گئے ہیں! یہ سب یہودی صہاینہ کی کارستانی ہے دراصل یہ لوگ اسلامی جہاد اور مسلم مجاہدین کے جذبہ شہادت سے خوف زدہ ہیں، جہاد کو تو برا کہہ نہیں سکتے اس لئے اسے دہشت گردی کہتے ہیں اور مجاہدین کو دہشت گرد کا نام دے کر ان سے دنیا کو متنفر کر رہے ہیں!!"

"اچھا تو پھر اسلام میں دہشت گردی جائز ہے؟!"

"ہرگز نہیں! اسلام میں کسی بیگناہ کی جان لینا ممنوع اور حرام ہے! اسلام میں تو لڑنے والی افواج کے لئے بھی خواتین، بوڑھوں، مذہبی لوگوں اور کمزوروں پر دست درازی کی اجازت نہیں! لیکن بعض مسلم نوجوان دہشت گردی کے مرتکب اس لئے نہیں ہوئے کہ وہ اسے جہاد تصور کرتے ہیں بلکہ وہ ظلم و ناانصافی کے باغی ہیں! یا ریاستی دہشت گردی کے خلاف برسر پیکار ہیں! یا وہ اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں! ان کی دہشت گردی ظلم کے خاتمے پر ختم ہو سکتی ہے مگر انہیں ریاستی دہشت گردی سے دبایا نہیں جا سکتا تشدد ہمیشہ تشدد کو

جنم دیتا ہے!"

"آپ کے خیال میں دہشت گردی کا کیا علاج ہے؟!"

"جناب پیٹر! اس کا علاج صرف عدل وانصاف اور حق تلفی ومحرومی کا خاتمہ ہے!"

"لیکن دہشت گردی کا شکار تو ہمیشہ بیگناہ، معصوم اور بے خبر و بے تعلق لوگ ہی ہوتے ہیں تو کیا آپ کے مذہب میں اس کا جواز ہے؟!"

"ہرگز نہیں مسٹر پیٹر! یہ قطعی حرام، ناجائز بلکہ ظلم ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی کارروائی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور دھوکے سے تو دشمن کو قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے! دشمن کے خلاف پہلے اعلان جنگ اور خبردار کرنا ضروری ہے!!"

"اچھا تو افغانستان میں جہاد کے خاتمہ کے بعد آپ کے ساتھی مجاہدین کدھر کدھر گئے؟!"

"مسٹر پیٹر! مجھے تو اپنے بیٹوں اور چند ساتھیوں کے سوا کسی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں! اتنی بات جانتا ہوں کہ یہی افغانستان میں لڑنے والے امریکہ اور مغرب کی آنکھ کے تارے تھے جب تک وہ روس کے خلاف برسر پیکار رہے تو وہ سب کے سب مغرب کی زبان میں مجاہدین تھے پھر بنیاد پرست اور بالآخر دہشت گرد قرار پائے، میرا اندازہ یہ ہے کہ ان مجاہدین سے آج دنیا کا کوئی بھی کونہ خالی نہیں، افغانستان سے جو تربیت یافتہ کشمیری مجاہدین واپس آئے صرف ان کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے!"

"اچھا! تو یہ سب بھارتی مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو گئے تھے؟!"

"مسٹر پیٹر! ہمارے نزدیک کشمیر ایک اکائی کا نام ہے، یہ مصنوعی کنٹرول لائین بھارت اور پاکستان کے لئے ہے ہم کشمیریوں کے لئے نہیں!"

"اچھا تو آپ کنٹرول لائن کو نہیں مانتے؟! پھر تو بھارت سچا ہے کہ کنٹرول لائن عبور کر کے دہشت گردی ہو رہی ہے!!"

"نہیں جناب! یہ دہشت گردی نہیں ہے! یہ جہاد آزادی ہے بھارتی قابض فوج کے خلاف اعلان

جنگ ہے! ہمارے ساتھیوں کا ہدف صرف بھارتی سپاہی اور فوجی مراکز ہیں، ہم نے کبھی کسی بیگناہ شہری سے تعرض نہیں کیا!"

"یہ جو آپ پر الزام ہے کہ آپ مسافر بسوں چوراہوں اور بازاروں میں دھماکے کر کے دہشت پھیلاتے ہیں!؟"

"یہ سب جھوٹ ہے! ہمیں بدنام کرنے کے لئے بھارتی فوج کی ظالمانہ و مکارانہ کارروائیاں ہیں! دہشت گردی کے یہ سب ذلیل کام بھارتی فوج کرتی ہے اور ڈالتے مجاہدین کے کھاتے میں ہیں! آپ نے ان یورپی سیاحوں کی خبریں تو سنی ہونگی جن کا انجام آج تک کسی کو معلوم نہیں! انہیں بھی بھارتی فوج نے اغوا کیا تھا اور لوٹا تھا پھر ان سے خاص مکالمات کہلوا کر ویڈیو بنانے کی کوشش کی مگر انکار پر سب کو قتل کر کے ایک وادی میں دفن کر دیا، یہ ساری کارروائی ہمارے مجاہدین کی ایک ٹولی نے دوربینوں کے ذریعہ دیکھی، پھر ان قاتل بھارتی فوجیوں کو بھی قتل کر کے ان یورپی مسافروں کے قریب دفن کر دیا، اس کارروائی میں میرا ایک بیٹا بھی شامل تھا! اس نے مجھے اس وادی کا پتہ بھی بتایا تھا میں آج بھی ان مدفون یورپی سیاحوں اور بھارتی سپاہیوں کی قبروں کی نشاندہی کر سکتا ہوں وہاں آپ کو چار یورپی سیاحوں کے علاوہ دس بھارتی سپاہیوں کی قبر بھی ملے گی!"

"مسٹر خواجہ! آپ کے بیٹے........؟!"

"میرے تین بیٹوں میں سے سب سے چھوٹا تو سری نگر میں میرے بے اولاد چچا کے پاس چلا گیا تھا مگر جہاد آزادی میں وہ بھی شریک ہے میرے دو نوجوان پوتے بھی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے خلاف برسر پیکار ہیں! دو بڑے بیٹوں نے اپنے پانچ ساتھیوں کے ہمراہ اتنا بڑا معرکہ سر کیا کہ بھارتی فوجی آج بھی اس کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں! یہ مجاہدین برفانی رات کو سری نگری کی فوجی چھاؤنی پر حملہ آور ہوئے۔ بھارتی سورما سردی کے مارے گرم گرم بیرکوں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے، ساتوں مجاہدوں نے چھاؤنی کے سات کونے سنبھال لئے اور ہر ایک نے اسلحہ کے ڈپو سے بھاری مقدار میں اسلحہ اپنے اپنے پاس رکھ لیا تھا، پھر ایک خوفناک دھماکے سے بھارتی فوج کا سب سے بڑا اسلحہ ڈپو ہوا میں بکھر گیا تھا، پورا سری نگر شہر لرز اٹھا تھا، پھر مسلسل چودہ گھنٹے تک چھاؤنی میدان جنگ بنی رہی! گمان یہ تھا کہ پاکستانی فوج کی بہت بڑی نفری گھس آئی ہے! جموں سے تازہ دم بھارتی فوج آئی۔ چودہ گھنٹوں کی لڑائی کے بعد چھاؤنی میں بھارتی

لاشوں کے ڈھیر لگ گئے! آج تک بھارتی صحیح تعداد چھپاتے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر شرم کے مارے سب کی گردنیں جھک گئیں کہ حملہ آور صرف سات مجاہد تھے جنہوں نے چھاؤنی کے سات کو نے سنبھالے ہوئے تھے اور بھارتی فوجیوں کو ان کے اپنے اسلحہ سے بھون رہے تھے!!"

"مسٹر خواجہ! آپ نے یہ بھی بتایا ہے اور میں نے دیکھا بھی ہے کہ آپ لنگڑا کر چل رہے تھے! یہ کیسے ہوا؟"

"میں اب بھی مجاہدین کے ایک یونٹ کا کمانڈر ہوں! مسلح تحریک کے چند سال بعد ہی ایک مائن سے ٹکرانے کے باعث میری دونوں ٹانگیں ضائع ہوگئی تھیں! اب یہ دونوں ٹانگیں مصنوعی ہیں..... ہم نے بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ڈوڈہ ضلع کی چھاؤنی پر حملہ کیا تھا، دشمن پر کاری ضربیں لگائیں اور بہت بڑا نقصان کیا مگر واپسی پر یہ حادثہ پیش آ گیا....!"

"اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کنٹرول لائن عبور کرنے کے بھارتی الزامات درست ہیں!؟"

"میں نے آپ کو بتایا نا کہ ہم کشمیری کسی کنٹرول لائن کو نہیں مانتے! یہ مصنوعی لکیر بھارت اور پاکستان کا دہم وگمان ہے! یہ وہ وہمی لکیر ہے جسے بھارت اور پاکستان نے اپنے نام نہاد معاہدہ شملہ کی رو سے ایک دوسرے کے لئے فرض کر رکھا ہے۔ ایک ایسی ہی لکیر سیز فائر لائن کے نام سے اقوام متحدہ نے بھی فرض کر رکھی تھی! ہم کشمیریوں نے نہ اسے مانا تھا اور نہ اسے مانتے ہیں! دونوں طرف کے کشمیری ایک دوسرے کے ہاں پہلے بھی آتے جاتے تھے اب بھی آتے جاتے ہیں! ہم سب کشمیری ایک ہیں! تحریک آزادی میں ہم سب کے سب شریک ہیں! ہم ان جبری ٹھونسی گئی لکیروں کو مسترد کرتے ہیں اور آئندہ بھی ہر اس لائن کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیں گے جو کشمیریوں کے لئے دیوار برلن بنانے کی کوشش کی جائے گی! بھارت کا جنونی ہندو تو پاک بھارت بین الاقوامی سرحد کو دیوار برلن کہہ کر گرانے کے لئے رال ٹپکا تا رہتا ہے! اصل دیوار برلن اگر کوئی ہے تو یہ نام نہاد کنٹرول لائن ہے یا وہ مصنوعی دیوار جو بھارت نے روس اور چچا سام کے سازشیوں کے ساتھ مل کر پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان کھڑی کر رکھی ہے! یہ سب فرضی، وہمی اور مصنوعی دیواریں ہیں! فرض کیجئے اگر کوئی حملہ آور غاصب لندن یا پیرس کو دو حصوں میں بانٹ دے جیسا کہ برلن کو بانٹ دیا گیا تھا تو کیا وہاں کے غیرتمند باشندے ان لکیروں کو مان لیں گے! بھارت اور پاکستان نے تو برطانیہ کے سائے میں یہ سرحد خود بنائی اور مانی ہے اب اسے ہندو جنونیوں کا محض لالچ یا رام راج اور اکھنڈ بھارت کی خواہش تو نہیں گرا سکتی! لیکن

یہ لکیر تو دراصل ہندو جنونیوں کی اپنی خود غرضی، ہٹ دھرمی اور بد نیتی کی پیداوار ہے اس لئے مستقل اور دائمی ہے!!

"مسٹر خواجہ! میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھ سکا!؟"

"مسٹر پیٹر! اگر ہندو بنیا بزعم خویش غالب اکثریت میں نہ ہوتا تو اکھنڈ بھارت یا متحدہ ہندوستان کا نام بھی نہ لیتا! وہ اتنا خود غرض اور ہٹ دھرمی کا پکا ہے کہ سیکولر ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود کسی مذہب کے پیروکاروں کو خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان برداشت نہیں کرسکتا! وہ پرامن بقائے باہمی کا قائل ہی نہیں! وہ جمہوریت کا دعویدار بھی ہے مگر طبقاتی معاشرے پر بھی ایمان رکھتا ہے! بھلا مساوات اور برابری کے بغیر جمہوریت یا پرامن بقائے باہمی کے بغیر سیکولرازم کے کیا معنی ہوسکتے ہیں! اصل میں وہ ظالم بدنیت ہے! اپنے علاوہ سب کو ظلم کی چکی میں پیسنا اس کا ایمان اور دھرم ہے! وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو ملیچھ یا ناپاک سمجھتا ہے اور بھارت ورش کو ان سے پاک دیکھنا چاہتا ہے یا اچھوت بنا کر غلام رکھنا چاہتا ہے! بھلا اس روشنی کے دور میں یہ اندھیرا کیسے پنپ سکتا ہے!؟"

"مسٹر خواجہ! آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہندو بزعم خویش اکثریت ہے لیکن حقیقت میں نہیں ہے؟!"

"پیٹر صاحب! بنیا برہمن تو برصغیر کی حقیر اقلیت ہیں! یہاں کی غالب اکثریت تو غیر ہندوؤں اور دلتوں یا اچھوتوں پر مشتمل ہے! یہ اچھوت اس روشنی کے دور میں عیسائی بنیں گے یا مسلمان! وہ ہندومت کا چوتھا حقیر طبقہ بن کر نہیں رہیں گے! اور وہ تو بھارت کا ستر فی صد ہیں!!

"تو اگر یہ اچھوت عیسائی یا مسلمان ہو جائیں تو ہندو اقلیت بن جائیں گے!!"

"بالکل! مسٹر پیٹر یہی سوچ تو چالاک برہمن کو پریشان کئے ہوئے ہے! وہ اسی لئے تو عیسائی پادریوں کو قتل کرنے یا مار بھگانے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے!!"

"یہ تو بڑی نامعقول بات ہے! اس روشنی کے دور میں یہ کیسے ممکن ہے! مگر مسٹر خواجہ! بھارت بڑا ملک تو ہے نا؟!

"ہاں مسٹر پیٹر! مغرب اور چچا سام کے لئے بہت بڑی منڈی ہے! اگر جس منڈی کا تاجر استحصال،

موقع پرستی اور دغا بازی کا کھلاڑی ہو اس منڈی کی تجارت کا انجام معلوم ہے! زیر دستوں اور کمزوروں پر ظلم بڑائی نہیں! ملکون اور قوموں کی اصل طاقت تو عدل و انصاف ہے۔ جو ملک عدل و انصاف کے قانون پر قائم ہو اور جو قوم قانون عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کی علمبردار ہو اصل میں بڑی وہی ہے اور طاقتور بھی! اسلحے کے ڈھیر تو سوویت یونین کو بھی ریت کے گھروندے کی طرح بکھرنے سے نہ بچا سکے! سوویت یونین کی بنیادوں میں مظلوموں کا خون تھا! وہاں انسان کی عزت و آزادی کی آواز کو کچلا گیا مگر اتنا بڑا طاقتور ملک صرف پون صدی سے آگے نہ بڑھ سکا! وقت کی رفتار تیز اور زمین کے فاصلے اب سمٹ گئے ہیں اس لئے اب ظالموں اور مغروروں کا حساب بھی بڑی تیزی سے صدیوں میں نہیں سالوں کے اندر ہو جایا کرے گا! ہمارے پیغمبرؐ کا فرمان ہے کہ عادل حکمران خواہ کافر ہو اس کا ملک تو باقی و دائم ہے مگر ظالم حکمران کا ملک و اقتدار باقی نہیں رہ سکتا!"

"مسٹر خواجہ! آپ کی تحریک آزادی اور مسلح جدوجہد کا مستقبل کیا ہے؟! میرا مطلب ہے! کیا یہ جاری رہے گی اور کامیابی سے انجام کو پہنچے گی؟!"

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی مجاہدین کشمیر کا مقدرر ہے! ہمارے نزدیک کامیابی کا پیمانہ دل و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور مقام شہادت پانا ہے اقبال کے الفاظ میں:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن  نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی! کشمیری مسلمان تو ڈرپوک اور عافیت پسند تھے، یہ جوش و خروش کہاں سے آ گیا؟!"

"مسٹر پیٹر! آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سرد مزاج، ظلم سہنے پر قانع اور حالات وارده پر شاکر رہنے والے کشمیری جوش ایمان اور جذبہ جہاد کہاں سے لائے یا برف آگ میں اور ممولے شاہینوں میں کیسے بدل گئے؟ تو سنیئے! غیرت ایمانی ہر مسلمان میں ہوتی ہے جو کسی وقت بھی بیدار ہو کر شعلہ جوالہ بن سکتی ہے! بنیادی طور پر کوئی بھی مسلمان ڈرپوک اور بے حمیت و بے غیرت نہیں ہو سکتا! کشمیری مسلمانوں کی نسلوں نے ظلم و بربریت کے پہاڑ سہے مگر درد کا حد سے بڑھنا ہے دوا ہو جانا!"۔ ہم کشمیری مسلمانوں کی کئی نسلوں نے ظالم ڈوگروں اور پھر ہندو جنونیوں کے ہاتھوں بہت ظلم سہے ہیں! ہم طاقتور سے ڈرتے تھے مگر ہم نے محسوس کیا کہ یہ ظالم طاقتور ہمیں تو بیدردی سے موت کے گھاٹ اتارتے ہیں مگر خود بھی موت سے ڈرتے ہیں شاید ہم مظلوموں سے بھی زیادہ

ڈرتے ہیں! اس شعور نے ہمیں نئی زندگی اور نیا عزم دیا ہے! ہم نے دیکھا ہے کہ سوویت یونین جیسی شیطانی قوت سے نہتے افغان ٹکرا گئے ہیں قوت ارادی۔ عزم بلند اور شوق شہادت نے بھاری بھرکم شیطانی و طاغوتی طاقت کو سرنگوں کر دیا ہے تو ہمارے حوصلے بھی بلند ہو گئے اور پورے کشمیر سے بڑی تعداد میں مسلمان جہاد افغانستان میں شریک ہوئے! یہ مجاہدین اس تجربے سے ایک ناقابل تسخیر قوت بن کر نکلے ہیں! سوویت روس جیسی ایٹمی طاقت مجاہدین کے سامنے بکھر کر رہ گئی! اس صورت حال نے جہاں مسلم مجاہدین کے حوصلے بلند کر دیئے اور وہ دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والے شیطانوں کو ان کے ظلم کا مزہ چکھانے کے لئے کمربستہ ہو گئے وہاں یہود نواز مغرب، اسرائیل کے صیہونی اور بھارت کے جنونی بھی لرزہ براندام ہو گئے! پہلے ان مجاہدین پر بنیاد پرست کا الزام لگا کر دنیا کو ان سے متنفر کیا گیا اور بالآخر دہشت گردی کے موثر الزام سے کل تک امریکہ و مغرب کے ممدوح مجاہدین اسی چچا سام کی زبان میں مجرم و گردن زونی ٹھہرے ہیں! عالمی صہونیت نے تہذیبوں کے تصادم کا ڈھکوسلا ایجاد کیا ہے مگر یہ مکروہ فریب اب زیادہ دیر نہیں چلے گا! گیارہ ستمبر کا ڈرامہ بھی طشت از بام ہو کر رہے گا! سچائی دنیا کے سامنے آ کر رہے گی! جنونی ہندو نے بھی ظلم و بربریت کی حد کر دی ہے! آنے والی کشمیری نسلیں اب اس ظلم کا حساب لیکر چھوڑیں گی! ایک لاکھ شہدائے آزادی، ہزاروں پاکدامن عورتوں کی بے حرمتی، لاکھوں یتیم بچے اور اپاہج انسان ہندو کو کیسے معاف کر سکیں گے۔ کوہ ہمالیہ کی یہ برف جسے کشمیری مسلمان کہتے ہیں اب آگ میں تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ آگ اب بھارتی بنیئے کو بھسم کر کے اس کی راکھ کو سمندروں تک بہالے جائے گی! کشمیر کی صبح آزادی اب طلوع ہو کر ہی رہے گی اور انہیں یہ برفانی آگ جلا کر خاکستر کر دے گی!!!"

"مسٹر خواجہ! برفانی آگ کے اس خطرے کو تو اب ہندو بھی محسوس کرنے لگے ہیں مگر سر دست اس کے لئے کشمیر سے دست برداری اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ کشمیر کی آزادی کو ماننے کا مطلب ہے بھارت کے طول و عرض میں علیحدگی کی تمام تحریکوں کی واضح حوصلہ افزائی!! یہ اقدام بھارت کی سلامتی اور بقاء کے لئے خطرات کا منہ کھول دینے کے مترادف ہے! میں نے ہندو صحافیوں کو یہی کہتے سنا ہے!؟"

"پیٹر جوزف صاحب! شاید ان کا یہ اندازہ درست ہو، لیکن اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں! اس کا ذمہ دار ان کا پہلا وزیراعظم نہرو ہے!! وہ اگر کشمیر کو زبردستی بھارت کا "اٹوٹ انگ" بنانے کی کوشش نہ کرتا اور اسے تقسیم کے نامکمل ایجنڈے کا متنازع مسئلہ رہنے دیتا تو آج کشمیر کی آزادی کو اپنے لئے نظیر یا مثال کوئی نہیں بنا سکتا تھا!

بھارت کے جنونی ہندو تو غضب ڈھا رہے ہیں! ایک طرف تو مذہب کو تقسیم کی بنیاد نہیں مانتے مگر دوسری جانب بدھ مت، ہندو مت اور اسلام کی بنیاد پر کشمیر کے تین ٹکڑے کرنے کے آرزومند ہیں! بدھ لداخ، ہندو جموں بھارت لے لے اور مسلم وادی آزاد ہو جائے! پاکستان کو کچھ نہ ملے! بدھ تو رہے ایک طرف اب تو سکھ بھی ہندو کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے زور لگا رہے ہیں!

"پیٹر صاحب! یہ الجھن تو باپ کی عنایت اور مہربانی ہے! بیٹی اندرا گاندھی نے روس اور بین الاقوامی صیہونیت کے تعاون و سازش سے سقوطِ ڈھاکہ کی راہ ہموار کی اس سے بیرونی سازشوں کو برصغیر کے مزید ٹکڑے کرنے کی شہ ملی ہے اور اس کا خمیازہ بھی ہندو کو بھگتنا پڑے گا! سقوط ڈھاکہ پر ہی تو آنجہانی وزیراعظم چین چواین لائی نے کہا تھا کہ "بھارت کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ سقوط ڈھاکہ کہانی کا خاتمہ ہے بلکہ یہ تو سقوط کی کہانی کا نقطہ آغاز ہے!"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا مسٹر خواجہ! کہ تمام خرابیوں کا ذمہ دار بھارتی ہندو ہے؟!"

"مسٹر پیٹر! آپ کا اندازہ اور نتیجہ بالکل درست ہے! اپنے ایک ہزار سالہ دورِ حکمرانی میں جس قوم نے اپنی ہندو رعایا کو اپنا محبوب، اپنا سمدھی اور اپنے احسانات کا مستحق سمجھا تھا اسی نے سات سمندر پار کے فرنگی کی گود میں جا کر اپنی اسی محسن قوم سے بیوفائی کر کے افتراق کی بنیاد رکھی! اپنی اسی محسن قوم کو آزاد ہندوستان میں دستوری حقوق دینے کی ضمانت سے انکار کر کے تقسیم کا رستہ ہموار کیا! آزادی کے بعد اپنی اسی محسن قوم کی سب سے بڑی بھارتی اقلیت پر مظالم کی انتہا کر دی ہے اور اس طرح خود کو حکمرانی کا نااہل اور اپنے مسلم دشمن ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور پھر سقوط ڈھاکہ کا خونی ڈرامہ رچا کر برصغیر کے ٹکڑے کرنے کے لئے اندرونی اور بیرونی سازشیوں کو کھلی دعوت دے دی ہے اور سب سے آخر میں پاکستان کو ایٹمی دھماکوں پر مجبور کر کے کشمیر کو ایٹمی فلیش پوائنٹ بنانے کا کارنامہ بھی تو ہندو کا اپنا ہے! کوہِ ہمالیہ کی برفانی چوٹیوں پر اس نے سامراجیت اور بربریت کا الاؤ دہکا دیا ہے اس لئے اب اسے برفانی آگ کے شعلے جلاتے اور بہاتے چلے جائیں گے!!"

❀❀❀